مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت کراچی

جلد ۲ شمارہ ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ (القرآن)

۱۳ تا ۱۹ شعبان ۱۴۰۳ھ
۲۸ مئی تا ۳ جون ۱۹۸۳ء

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خود کا بیان

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری

۲- حدثنا عیسٰی بن احمد حدثنا عبد اللہ بن وھب حدثنی مالك بن انس عن ابن شھاب عن انس بن مالك ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ عام الفتح وعلی راسہ المغفر قال فلما نزعہ جاءہ رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلوہ قال ابن شھاب وبلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یومئذ محرمًا۔

۲- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے وقت شہر میں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خود تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اتار دیا تو ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن خطل کعبہ کے پردہ سے پٹا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ امن والوں میں نہیں اس کو قتل کر دو۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس روز محرم نہیں تھے۔

فائدہ:- یہ اخیر جملہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ حنفیہ کے نزدیک مکہ مکرمہ میں بلا احرام داخل ہونا جائز نہیں اس لیے کہ حدیث شریف میں میقات سے بدون احرام کے تجاوز کرنے کی ممانعت آئی ہے اور شافعیہ کے نزدیک اس حدیث کی بنا پر جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث اس لیے حجت نہیں بن سکتی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فتح مکہ کی غرض سے اس دن کی حرمت اٹھا دی گئی تھی۔ چنانچہ بخاری وغیرہ کی روایات میں اس کی تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے لیے آج کے دن یہ حلال تھا کسی اور کے لیے نہیں ہے۔ ابن خطل کا کعبہ کے پردہ سے پٹنا ممکن ہے آہ و زاری اور دعا کی غرض سے ہو کہ اس کو چونکہ امن نہیں دیا گیا تھا اور اپنی تمام حرکات بھی یاد تھیں کہ میں نے مرتد ہو کر کیا کچھ نہیں کیا اس لیے دعا کی غرض سے ایسا کرتا ہو کہ کعبہ کی تعظیم و توقیر تو یہ لوگ کرتے ہی تھے اور اقرب یہ ہے کہ سابقہ دستور کے موافق اس وجہ سے امن کی امید ہو کہ کعبہ کی تعظیم کی وجہ سے مجرموں کو اس حال میں قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

باب ماجاء فی صفۃ عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ مبارک کا ذکر

۱- حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مھدی عن حماد بن سلمۃ ح و حدثنا محمود

باقی صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم-اے-ایل-ایل-بی

فی پرچہ ۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ۔۔۔۔۔ ۶۰ روپیہ

ششماہی ۔۔۔۔۔ ۳۵ روپیہ

سہ ماہی ۔۔۔۔۔ ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ۔۔۔۔۔ ۲۱۰ روپیہ

کویت، عمان، شارجہ، دوبئی، اردن اور

شام ۔۔۔۔۔ ۲۲۵ روپیہ

یورپ ۔۔۔۔۔ ۲۹۵ روپیہ

آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا ۔۔۔۔۔ ۲۴۰ روپیہ

افریقہ ۔۔۔۔۔ ۲۱۰ روپیہ

افغانستان، ہندوستان ۔۔۔۔۔ ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی

مقام اشاعت: ۲۰/A ساٹروپیٹھی ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱ خصائل نبوی برشمائل ترمذی ۔۔۔۔۔ ۲
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب

افادات عارفی ۔۔۔۔۔ ۴
حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی

۲ ابتدائیہ ۔۔۔۔۔ ۵
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

۳ خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کی قادیانی تفسیر ۔۔۔۔۔ ۸
حضرت مولانا تاج محمد صاحب

۵ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام ۔۔۔۔۔ ۱۱
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

۶ عشقِ خدا و رسول اور مرزا قادیانی ۔۔۔۔۔ ۱۳
حضرت مولانا انور الحسن شاہ بخاری

۷ مولانا محمد علی مونگیری اور تردید قادیانیت ۔۔۔۔۔ ۱۷
حضرت مولانا سید محمد الحسنی ندوی

کتابت

محمد عبدالستار واحدی

غلام یٰسین تبسم

افاداتِ عارفی

ضبط و ترتیب مولوی جمیل خان

ہدایت صرف اللہ تعالیٰ سے ملتی ہے

ملفوظات طیبات حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ

فرمایا :- ان سے پریشان ہونے کے بجائے اپنے آپ کو شریعت کے احکام کی تعمیل میں مصروف رکھنا چاہیئے۔ موجودہ دور میں جو شر ہی شر نظر آ رہا ہے، تو ہم لوگ کیا کریں اور اس سے اپنے آپ کو کس طرح بچائیں تو ہم کو خالق کائنات کا حکم آیا کہ ایمان لے آؤ! ہم ایمان لائے، اب انہوں نے فرمایا کہ تم ایمان لے آئے۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم تمہاری رہنمائی کریں اور تمہاری پرورش کریں کیونکہ "ہادی اور رب ہم ہیں تو ہدایت اس طرح ملے گی کہ تم ہمارے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرو تو ہم تمکو ہدایت، دنیا میں، حیات طیبہ کی شکل میں اور آخرت میں جنت الفردوس کی شکل میں دیں گے۔ من آمن باللہ و عمل صالحاً فلنحیینہ حیٰوۃ طیبۃ الخ حیات طیبہ کیا ہوتی ہے تو وہ دکھ اور پریشانیوں سے الگ، ایک سکون کی زندگی کا نام ہے، یہ ٹھیک ہے کہ بیماری اور بعض دفعہ پریشانی بھی آتی ہے لیکن اس تکلیف دہ صورت میں چونکہ اس کی نظر ذاتِ الٰہی پر ہوتی ہے۔ اس لئے اس صورت میں بھی اس کو راحت اور سکون ہوتا ہے، تو اب سکون اور راحت کا علاج بھی بتایا کہ اللہ کی طرف رجوع کرو تو رجوع کس طرح کریں تو اس کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا کہ دین کے پانچ شعبے ہیں عقائد، عبادات معاشرت اور معاملات اور اخلاقیات یہ سب مکمل دین ہے اور اس میں کسی کی ایک کی کمی سے بھی ایمان کے ناقص اور ختم ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، اور ان پانچوں سے مکمل وہ دین بنتا ہے جس کی تکمیل اور انعامات اور احسانات کی تعمیم کی گئی ہے، تو ان تمام خرابیوں اور برائیوں کا تدارک اور علاج انعام الٰہیہ کی صورت میں دین کے اندر ہے یہ باتیں جو میں کہہ رہا ہوں اس سے مقصود اپنے علم کا اظہار نہیں ہے اور نہ ہی میں عالم ہوں کہ اس مجلس میں علم و حکمت کی باتیں ہوں گی اپنے اکابرین اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اور سلوک سے جو کچھ سیکھا ہے وہ بیان کر رہا ہوں اور جو چیز بیان کروں گا معتبر اور مستند ہوگی۔ اس لئے کہ ہمارے اکابرین مستند اور معتبر تھے، تو اب ان پانچوں شعبوں کے اندر اپنا جائزہ لو کہ کس شعبہ میں نقص اور خرابی ہے۔ تاکہ اس کا علاج کیا جائے تو سب سے پہلے اپنے عقائد کا جائزہ لو تو الحمد للہ توحید پر ایمان ہے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے۔ کلام اللہ کو بھی اور اللہ کی کتاب تسلیم کرتے ہیں، آخرت کے حساب و کتاب فرشتوں اور جنت اور جہنم پر دل سے یقین رکھتے ہیں اور علماء دیوبند کی وجہ سے

باقی صفحہ ۱۹ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام

علیٰ من لا نبی بعدہ

کیا مرزائی ۲۹ر مئی ۷۴ء کی تاریخ کو دہرانا چاہتے ہیں؟

ہفت روزہ "ختم نبوت" کا اجراء ۲۹ر مئی ۱۹۸۲ء کو ہوا تھا اور آج کی اشاعت سے اس کا دوسرا سال شروع ہو رہا ہے، ہم نے نہایت بے سرو سامانی کے عالم میں محض حق تعالیٰ شانہٗ کے اعتماد اور بھروسے پر اپنا سفر شروع کیا تھا۔ بحمد اللہ آج بھی ہمارے پاس یہی زادِ سفر ہے اور ہم حق تعالیٰ شانہ کی رحمت سے امید رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ سفر خیر و خوبی کے ساتھ جاری رہے گا اور بارگاہ صمدیت میں دعاگو ہیں کہ محض اپنے لطف و عنایت سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ادنیٰ خدام میں ہمارا حشر فرمائے اور قصرِ ختم نبوت کے پاسبانوں کو توفیق و اخلاص اور ہمت و عزیمت سے ہمیشہ آراستہ رکھے آمین۔ اس ضمن میں ہم اپنے مخلصین و معاونین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کو دنیا و آخرت کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ ہمیں توقع ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں عملی شرکت اور مالی تعاون کے علاوہ اپنے صائب اور مخلصانہ مشوروں سے سرفراز فرماتے رہیں گے۔ واجرہم علی اللہ۔

ہم نے ۲۹ر مئی سے پرچہ کا افتتاح کرنے کی جو وجہ ذکر کی تھی، مناسب ہو گا کہ باتوفیق قارئین کو اس کی دوبارہ یاددہانی کرا دی جائے۔ ہم نے افتتاحی شمارے میں لکھا تھا،

"۲۹ مئی ۷۴ء کو ریلوے اسٹیشن ربوہ پر جو حادثہ ہوا تھا وہ تحریک ختم نبوت کا پیش خیمہ ثابت ہوا جس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز ہوا۔ اس لیے مناسب سمجھا کہ ہم اس تاریخ سے اپنے اشاعتی سفر کا آغاز کریں ہم بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ ان حقیر مساعی میں خلوصِ کامل نصیب فرمائے اور اس بضاعت مزجاۃ کو شرف قبولیت عطا فرما کر دارین میں اپنی رضا و رحمت کا ذریعہ بنائے۔"

قادیانی تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو (یہودیوں کی طرح) ذلت و خواری کے لیے پیدا کیا ہے، وقتاً فوقتاً خود انہی سے ایسی حماقتیں سرزد ہوتی ہیں جو اُن کی ذلت و رسوائی پر ہوتی ہیں اور مدت تک اپنے زخم چاٹنے پر مجبور رہتے ہیں پھر جب ان کے زخم کسی حد تک مندمل ہوتے ہیں تو ان کو نتیجہ نہ کوئی دوسری حماقت سوجھتی ہے چنانچہ قیام پاکستان کے بعد چونکہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی پاکستان کے وزیر خارجہ تھے اور قادیانی افسروں کا ایک غول کا غول بھولے بھالے نوجوانوں کو تادیانیت کا شکار کرنے میں معروف تھا اس لیے قادیانیوں کو برخود غلط فہمی پیدا ہو گئی اور انہوں نے اشتعال انگیز بیانات

داغنے اور "دشمن سے انتقام" لینے کے اعلانات شروع کر دیے۔ قادیانیوں کی اس احمقانہ جسارت کا نتیجہ تحریک ختم نبوت ۵۳ء کی شکل میں نمودار ہوا اور مرزا محمود اور اس کی ذریت کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔

مسٹر بھٹو کے دور حکومت میں، چونکہ قادیانی بھٹو صاحب کے سیاسی حلیف تھے۔ اس لیے قادیانی ایک بار پھر آپے سے باہر ہو گئے۔ نہ صرف مسلمانوں کو کھلے بندوں دھمکیاں دینے لگے۔ بلکہ ۲۹ مئی ۷۴ء کو انہوں نے کالج کے طلبہ پر حملہ کرنے کی حماقت کر ڈالی جس کے نتیجے میں ۷۴ء کی تحریک چلی، اور بالآخر قادیانی ناسور کو آئین کی قینچی سے جسدِ ملت سے کاٹ کر الگ پھینک دیا گیا۔

مارشل لاء کے دور میں قادیانیوں کو ایک بار پھر کھل کھیلنے کا موقعہ ملا، اور انہوں نے ایک بار پھر "دشمن سے انتقام" لینے کا منصوبہ بنایا، چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ سیالکوٹ مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کر لیا۔ جو بیں فروری سے آج تک لاپتہ ہیں۔ یہ واقعہ سیالکوٹ میں پیش آیا ہے۔ جو قادیانیت کا گڑھ ہے اور قادیانی مطمئن ہیں کہ اوپر سے نیچے تک کے حکام ان کے ہمراز و ہمنوا ہیں اس لیے ان کا بھید عالم آشکارا نہیں ہو گا۔ ادھر شاید انہیں یہ بھی خیال ہے کہ ملکی حالات کسی تحریک کے متحمل نہیں اس لیے ان کی اس حماقت کا نتیجہ کسی عوامی تحریک کی شکل میں رونما نہیں ہو گا

بھٹو دور میں بعض سیاسی راہنماؤں کے اغوا کے واقعات پیش آئے لیکن ستم ظریفی کی حد ہے کہ مارشل لاء دور حکومت میں مذہبی رہنماؤں کو اغوا کیا جانے لگا اور ستم بالائے ستم یہ کہ حکومت مجرموں کی گویا سرپرستی اور پاسبانی کر رہی ہے۔ مگر مولانا اسلم قریشی کے مظلوم خاندان سے باز پرس کر رہی ہے۔ اس کی تلخ داستان مولانا "تاج محمود صاحب" سے سنیئے! وہ لکھتے ہیں:۔

"انتظامیہ کی اس سرد مہری اور بے حسی کو دیکھ کر اب یہ شبہ زور پکڑتا جا رہا ہے کہ سیالکوٹ کی انتظامیہ مرزائیوں کے اس جرم میں برابر کی شریک ہے۔ مقامِ حیرت ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس صوبہ پنجاب جناب خان لئیق احمد خاں نے مولانا اسلم قریشی کے مسئلہ میں خصوصی دلچسپی لی، نہ صرف خود سیالکوٹ گئے۔ بلکہ ڈی۔ آئی۔ جی گوجرانوالہ کو تاکید کی کہ وہ اپنا دفتر عارضی طور پر سیالکوٹ منتقل کر لیں اور انہوں نے منتقل بھی کر لیا لیکن پھر بھی مسئلہ وہیں کا وہیں رہا بلکہ ان کے جانے کا یہ نقصان ہوا کہ جو چند مرزائی شامل تفتیش تھے انہیں تھانے میں بلا کر عزت و احترام کے ساتھ کرسیوں پر بٹھایا گیا اور مولانا اسلم قریشی کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو تھانے میں بلا کر تذلیل کی گئی۔ انہیں مارا پیٹا گیا اور مرزائیوں کے سامنے رسوا کیا گیا۔ جب ڈی آئی جی صاحب کو کہا گیا کہ پولیس تفتیش کے جو روایتی طریقے مولانا اسلم قریشی کے رشتہ داروں پر آزمائے جا رہے ہیں۔ وہ مرزائیوں پر کیوں نہیں آزمائے جا رہے تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ وہ با اثر ہیں۔ اس لیے ہم انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے"

(ہفت روزہ لولاک فیصل آباد
جلد ۲۰ شمارہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۸۳ء)

ایک عرصہ سے کچھ لوگ صدر جنرل ضیاء کے بارے میں پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ وہ خود مرزائی ہیں، لیکن سنجیدہ حلقوں نے ان کی اس بات کو کبھی لائقِ التفات نہیں سمجھا۔ مولانا اسلم قریشی کے سانحہ سے ان لوگوں کو

بقیہ صفحہ ۔

یہ دلیل ہاتھ آگئی ہے کہ جس طرح بھٹو صاحب انتظامیہ کے ذریعے اپنے سیاسی حریفوں کو اغوا کراتے تھے۔ جنرل ضیاء کے دور میں ٹھیک اسی نہج پر ان کے مذہبی حریفوں کو اغوا کیا جانے لگا ہے۔ اگر حکومت مولانا اسلم قریشی کے معاملہ میں مخلص ہوتی تو ممکن نہیں تھا کہ آج تک اس معما کا حل تلاش نہ کر لیا جاتا۔

مولانا اسلم قریشی کا مسئلہ ایک فرد کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا مسئلہ ہے۔ جب تک حکومت اور اس کی انتظامی مشینری اپنا صحیح فرض ادا نہیں کرتی ملت اسلامیہ کی بے چینی دور نہیں ہوگی اور انتظامیہ نے اس سانحہ کی سنگینی کا ٹھیک اندازہ نہ کیا اور وہ بدستور مرزائیوں کی ہمراز و ہمنوا اور پشت پناہ رہی تو ملت اسلامیہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہم پنجاب انتظامیہ سے گزارش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی قوت برداشت کا مزید امتحان نہ لے اور اس معاملہ میں صحیح اقدام سے گریز نہ کرے۔

بقیہ ۔ قادیانی تفسیر

ایسا خلیفہ جو سب کے بعد آنے والا ہے؟

مرزا صاحب کی تحریرات بالا کی رو سے۔

(ا) قرآن آسمانی کتابوں کا خاتم۔

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شریعتوں کی خاتم

(ج) مرزا صاحب اپنے ماں باپ کی اولاد کے خاتم

فیصلہ کی آسان صورت

اب ہمارے سامنے فیصلہ کی بالکل آسان صورت پیدا ہوگئی ہے۔

(ا) اگر قرآن کے بعد کسی آسمانی کتاب کا آنا بند۔

(ب) اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے بعد کسی شریعت کا آنا بند۔

ج اگر مرزا صاحب کے پیدا ہونے کے بعد ان کے والدین کے گھر اولاد کا پیدا ہونا بند۔

بالکل ٹھیک اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا بھی بند۔

(ا) اگر قرآن نے آسمانی کتابوں کا خاتمہ کر دیا

(ب) اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے تمام شریعتوں کا خاتمہ کر دیا۔

(ج) اگر مرزا صاحب نے اپنے والدین کے گھر اولاد پیدا ہونے کا خاتمہ کر دیا۔

بالکل ٹھیک اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا خاتمہ کر دیا۔

ہماری تمام بحث لفظ "خاتم" سے ہے جو لفظ خاتم نہیں بدلے گا۔ گز ریشم کو بھی اسی طرح ماپتا ہے جس طرح کھدر کو۔ کپڑا تو بدل جاتا ہے لیکن گز نہیں بدلا کرتا۔ لفظ خاتم نہیں بدلے گا۔ وہ اپنے معنی پورے پورے دے گا۔ اگر قادیانی حضرات پیمانہ کو بدلیں گے تو قرآن کے جھوٹا ہونے کی صریح دلیل بن جائے گی۔

مولانا محمد علی مونگیروی

وہ مسودات صاف کریں، وہ دونوں پیروں سے معذور تھے، اگر کبھی مسودات صاف کرنے میں تاخیر ہو جاتی تو مولانا ان سے فرماتے کہ:-

"محنت سے کام کریں تمہیں جہاد کا ثواب ملے گا"

ایک مرتبہ مولوی صاحب نے پوچھا کہ:-

"کیا مجھ کو جہاد بالسیف کا ثواب ہوگا"؟

فرمایا:-

"بے شک! اس فتنۂ قادیانیت کا استیصال جہاد بالسیف سے کم نہیں"

(مقالہ متعلقہ سوانح)

تہجد کے وقت تصنیف

مولانا کا معمول تھا کہ تین بجے تہجد کے لئے اٹھ

باقی صفحہ ۱۲ پر

دعویٰ نبوت سے پہلے

"خاتم النبیین" اور "خاتم الانبیاء" کی قادیانی تفسیر

حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیر والی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس پر تمام پیغمبرانہ نعمتوں کی انتہا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس لئے دنیا اب کسی نئے آنے والے نبی کے وجود سے بالکل مستغنی ہو گئی۔ اس لئے قرآن پاک نے عہد نبوت کے سب سے بڑے مجمع میں یہ اعلان عام فرمایا تھا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔ آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔ اور تمہارے لئے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند کیا۔ یہ سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم کر دیا۔ اور فرمایا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان آیت خاتم النبیین میں لفظ خاتم وجہ نزاع بنا ہوا ہے۔ ہم ایک بات کہہ رہے ہیں اور قادیانی دوسری بات۔ قادیانیوں کے سربراہ چہارم مرزا طاہر احمد کہتے ہیں کہ موجود دور کے دونوں طرف کے علماء فریق بن گئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر دونوں طرف کے علماء فریق بن گئے ہیں۔ تو لفظ "خاتم" کا فیصلہ نئے علماء سے کرانے کی بجائے پرانے علماء سے کرالیں۔ لیکن اس سے بھی بہتر ایک اور طریق ہے جو ہم پیش کرتے ہیں۔ کہ اِدھر اُدھر جانے کی بجائے ہم دونوں فریق اس مسئلہ میں "با بدولت" مرزا غلام احمد کو ہی ثالث کیوں نہ تسلیم کرلیں؟ جب کہ قادیانی مذہب کی بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ ہر دینی معاملہ میں اُن کو "حکم" "عدل" تسلیم کریں۔

سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کیوں نہ شروع کی جائے اور دیکھا جائے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ "خاتم" پر کیا روشنی ڈالی ہے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قریباً دو صد ختم نبوت کی احادیث میں سے مضمون کی طوالت کے پیش نظر صرف چند ایک بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جن میں آپ نے لفظ "خاتم" کو استعمال فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی لفظ خاتم کے معنوں کی تشریح بھی کر دی۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
میری امت میں تیس ایسے جھوٹے آئیں گے۔ ہر نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ یاد رکھو میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۲) مسلم شریف میں ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ارسلت الی الخلق کافۃ میں تمام نسل انسان کی
وختم بی النبیون طرف مبعوث ہوا ہوں۔
اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ
فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
انا خاتم الانبیاء ومسجدی کہ میں نبیوں کا ختم کرنے
خاتم مساجد الانبیاء والا ہوں۔ اور میری
مسجد (مسجد نبوی) انبیاء کی مساجد کو ختم کرنے والی ہے۔

(۴) ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے چچا حضرت عباس کو مخاطب کر کے فرمایا۔
یا عم افہم مکانک اے میرے چچا (دیں؟) بہ
الذی انت بہ فان اللہ اللہ نے تم پر ہجرت کو
قد ختم بک الہجرۃ یوں ختم کر دیا ہے جیسی
کما ختم بی النبیون طرح مجھ پر نبوت کو۔

(۵) بخاری۔ مسلم۔ ابن عساکر۔ نسائی میں آیا ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ختم بی الرسل مجھ پر انبیاء کا خاتمہ ہو
گیا ہے۔

"خاتم" کے لفظ کو خواہ بالکسر "خاتِم" پڑھا جائے یا بالفتح "خاتَم" دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے۔ خاتم لفظ ختم سے نکلا ہے جس کے معنی مہر کرنے یا لگانے کے ہیں اگر خاتِم پڑھا جائے تو یہ مہر کرنے والے کے معنی میں ہو گا۔ اگر خاتَم پڑھا جائے تو اس کے معنی خود مہر کے ہیں۔ دونوں صورتوں میں مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے انبیاء کے سلسلہ پر مہر لگ گئی ہے۔

عربی لغت کی مشہور کتاب "المنجد" میں لکھا ہے۔

الخاتم و الخاتم عاقبۃ کل شیء ہر چیز کے آخر کو خاتم وخاتم کہتے ہیں۔ خاتم کا لفظ جب کسی جماعت یا گروہ کی طرف مضاف ہو تو وہ لازماً آخری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے خلاف عربوں کے وسیع لٹریچر میں ایک بھی مثال موجود نہیں۔

مرزا غلام احمد جس کا دعویٰ تھا کہ "خدا نے مجھے قرآن سکھایا" (۲) جس کا دعویٰ تھا کہ قرآن کریم کے صحیح معنے مجھ پر کھول دیئے" جس کا دعویٰ تھا کہ قرآن کے ان معنوں پر اطلاع دی جن کو لوگ بھول گئے تھے۔ جس کا دعویٰ تھا کہ میں خدا تعالیٰ کی تجلیات کا مظہر ہوں۔ جس کا دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے سمندر کی طرح حقائق اور معارف سے بھر دیا۔

اب ہم قادیانی امت سے انصاف کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ اپنے پیرومرشد کی اپنے پیشوا کی مندرجہ ذیل تحریروں کو پڑھو آیت خاتم النبیین" پر یں لفظ خاتم" کا جو معنی اور مفہوم مرزا صاحب نے (بقول خود) خدا تعالیٰ سے علم پا کر کیا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔

خاتم النبیین

(۱) مرزا صاحب اپنی کتاب "ازالہ اوہام" جلد دوم صفحہ ۶۱۴ پر تحریر کرتے ہیں "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔

(۲) کتاب البریہ کے صفحہ ۱۸۴ پر لکھتے ہیں "خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی فرما کر فیصلہ کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بند ہے"

(۳) حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے ثابت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ مگر اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خدائے رحیم وکریم نے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے طور پر فرمایا "لا نبی بعدی" کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"

(۴) حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۲۰ پر تحریر کرتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے قول ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے ثابت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(۵) کتاب البریہ کے حاشیہ صفحہ ۱۸۴ پر لکھتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ اس کی صحت میں کسی کو کلام نہ تھا۔ قرآن شریف اپنی آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔"

(۶) "تحفہ گولڑویہ" کے صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں کہ قرآن شریف آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے۔

(۷) "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۵۰۸ پر لکھتے ہیں کہ "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے"۔

خاتم الانبیاء

اب چند حوالے مرزا صاحب کی کتب سے دو تحریر کئے جاتے ہیں جہاں انہوں نے "خاتم الانبیاء" میں لفظ خاتم کو بند کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

(۱) نشان آسمانی کے صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آنجناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

(۲) شہادۃ القرآن کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں "ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں۔ کیونکہ اس پر تمام نبوتیں، تمام پاکیزگیاں۔ تمام کمالات ختم ہو گئے۔"

(۳) انجام آتھم کے صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

(۴) منن الرحمٰن کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں "میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ دین صرف اسلام ہے اور بیشک رسول صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس طرح ہمارا رب صرف ایک ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے اسی طرح ہمارا رسول بھی واحد مطاع ہے۔ اس کے بعد کوئی نبی نہیں بے شک وہ خاتم النبیین ہیں۔"

(۵) خاتمہ نصرت الحق ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ پر لکھتے ہیں "بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام عیسیٰ ہے۔"

(۶) اشتہار واجب الاظہار ۴ نومبر ۱۹۰۰ء (مندرجہ تبلیغ رسالت) میں لکھتے ہیں "مسیح ابن مریم کو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء کرکے بھیجا۔"

(۷) انجام آتھم کے حاشیہ صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔"

(۸) اربعین ۲ صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں "ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کی خاتم۔"

(۹) چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۲۴ پر لکھتے ہیں کہ "میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کی شریعت خاتم الشرائع۔"

خاتم اولاد

(۱۰) مرزا صاحب اپنی پیدائش کے متعلق تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷ پر لکھتے ہیں "میری پیدائش اس طرح ہوئی کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی بعد اس کے میں نکلا تھا میرے بعد میرے والدین کے گھر میں کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔"

خاتم الخلفاء

(۱) چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۱۸ پر لکھتے ہیں "خاتم الخلفاء

باقی صفحہ ۲۰ پر

رفع ونزول عیسٰی علیہ السلام

کے بارے میں دسویں صدی کے اکابرین امت کا عقیدہ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

حافظ جلال الدین سیوطیؒ کا عقیدہ

الامام الحافظ عبدالرحمٰن بن کمال الدین بن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین جلال الدین السیوطی (۸۴۹ھ ۔ ۹۱۱) تفسیر جلالین میں سورۂ آل عمران کی آیت "ومکروا ومکراللہ" کے تحت لکھتے ہیں۔

(ومکر اللہ) بھم بان القیٰ شبہ عیسٰی علی من قصد قتلہ، فقتلوہ ورفع عیسٰی الی السماء۔ (صاوی ص۱۵۵۔ ج ۱)

اور اللہ تعالٰی نے ان کے ساتھ خفیہ تدبیر کی۔ وہ یہ کہ عیسٰی علیہ السلام کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو ان کو قتل کرنا چاہتا تھا، یہود نے پکڑ کر اسی کو قتل کر دیا اور اللہ تعالٰی نے عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

اس سے اگلی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

(اذ قال اللہ یعیسٰی انی متوفیک) قابضک (و رافعک الی) من الدنیا من غیر موت (ایضاً)

جب اللہ تعالٰی نے فرمایا اے عیسٰی میں تجھے اپنی تحویل میں لینے والا ہوں اور تجھے بغیر موت کے دنیا سے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں،

اور سورۂ النساء کی آیت "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم" کے تحت لکھتے ہیں:۔

(وما قتلوہ وما صلبوہ و لکن شبہ لھم) المقتول والمصلوب اصاحبھم بعیسٰی۔ ای القی اللہ علیہ شبھہ فظنوہ ایاہ۔

اور انہوں نے عیسٰی علیہ السلام کو نہ قتل کیا نہ سولی دیا بلکہ جس کو انہوں نے قتل و صلب کیا وہ انہی کا رفیق تھا جو ان کے سامنے عیسٰی علیہ السلام کے مشابہ بنا دیا گیا۔ یعنی اللہ تعالٰی نے عیسٰی علیہ السلام کی شباہت اسی پر ڈال دی۔ پس انہوں نے اسی کو عیسٰی سمجھا۔ (ص ۲۵۷ ۔ ج ۱)

اور سورۂ المائدہ کی آیت "فلما توفیتنی" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فلما توفیتنی قبضتنی بالرفع الی السماء۔ (ص ۳۱۷ ج ۱)

پھر جب آپ نے مجھے آسمان کی طرف اٹھا کر اپنی تحویل میں لے لیا

اور تفسیر در منثور میں بھی انہوں نے متعدد مقامات میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع ونزول کی احادیث بہت ہی تفصیل سے لکھی ہیں۔ درمنثور کے مندرجہ ذیل صفحات ملاحظہ فرمایئے۔

جلد دوم صفحات ۲۴، ۲۵/ ۲۷/ ۳۶/ ۲۳۹ تا ۲۴۵/ ۲۴۹/ ۲۵۰ - جلد چہارم: صفحات ۲۴۲/ ۳۳۶ - جلد ششم صفحات ۲۰/ ۲۱۔

امام سیوطیؒ کی کتاب "الحاوی للفتاوی" جلد دوم میں تین مستقل رسالے ہیں۔ جن میں نزول عیسٰی علیہ السلام کا عقیدہ درج ہے:۔

(۱) "العرف الوردی فی اخبار المہدی" (ص ۵۷ سے ص ۸۶ تک)

(۲) "الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف" (ص ۸۶ سے ۹۲ ")

(۳) "کتاب الاعلام بحکم عیسٰی علیہ السلام" (ص ۱۵۵ سے ۱۶۷ ")

رسالہ "الاعلام" میں لکھتے ہیں:۔

انہ یحکم بشرع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لا بشرعہ نص علی ذالک العلماء۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے۔ بلکہ

ووردت به الاحادیث ۔ وانعقد علیه الاجماع ۔ (الحاوی ص ۱۵۵-ج ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے۔ علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔ احادیث اس میں وارد ہوئی ہیں اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

اسی رسالہ "الاعلام" میں امام سیوطی نے ان لوگوں پر جو نزولِ عیسٰی علیہ السلام کا انکاری ہو کفر کا فتویٰ دیا ہے ان کے زمانے میں کسی شخص نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جب آخری زمانہ میں نازل ہوں گے تو ان پر وحی نازل نہیں ہوگی اور دلیل میں حدیث "لا نبی بعدی" پیش کی تھی۔ امام سیوطیؒ اس حدیث کی شرح کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

ثم یقال لهذا الزاعم هل انت آخذ بظاهر الحدیث من غیر حمل علی المعنی المذکور؟ فیلزمك احد امرین اما نفی نزول عیسٰی او نفی النبوة عنه وکلاهما کفر۔ (الحاوی ص ۱۶۶-ج ۲)

پھر اس مدعی سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس حدیث کے ظاہر کو لیتے ہو اور جو معنی ہم نے ذکر کیا ہے اس پر محمول نہیں کرتے؟ تو اس صورت میں تم کو دو میں سے ایک بات لازم آئے گی۔ یا نزول عیسٰی علیہ السلام کا انکار کرنا یا بوقتِ نزول ان کے نبی ہونے کا انکار کرنا اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں:۔

نیز اسی رسالہ میں ایک شخص کا ذکر ہے جس نے اس بات کا انکار کیا تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو حضرت مہدی کی اقتدا کریں گے اس منکر نے اس کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ نبی کا مرتبہ اس سے عالی ہے کہ وہ کسی غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھے۔ امام سیوطیؒ اس کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وهذا من اعجب العجب فان صلوٰة عیسٰی علیه السلام خلف المهدی ثابتة فی عدة احادیث صحیحة باخبار رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو الصادق المصدوق الذی لا یخلف خبرهٗ۔ (الحاوی) (ص ۱۶۷ - ج ۲)

اور یہ نظریہ بھی عجائبات میں سے ہیں ہے کیونکہ عیسٰی علیہ السلام کا حضرت مہدیؓ کے اقتدار میں نماز پڑھنا متعدد احادیث صحیحہ آنحضرت صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے ثابت ہے اور آپ وہ صادق و مصدوق ہیں جن کی دی ہوئی خبر میں کبھی تخلف نہیں ہو سکتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ:۔ مولانا محمد علی مونگیری

جاتے تھے اب یہ تہجد کا وقت بھی مولانا نے رد قادیانیت کے لئے وقف کردیا، اکثر یہ وقت تصنیف میں گزرتا۔ بعض دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مولانا تہجد چھوڑ کر رد قادیانیت پر کتابیں لکھا کرتے تھے۔

اکثر ایسا ہوا کہ مولانا نے اپنی ضرورتوں کو مؤخر کرکے پہلے کتابوں کی اشاعت کا انتظام کیا اور جو کچھ اُن کے پاس اس وقت ہوا وہ سب بے چون و چرا اس پر صرف کردیا۔ جن مبلغین کو قادیانیت کے رد کے لئے مختلف مقامات پر بھیجنا ہوتا۔ پہلے ان کو اسکی ترغیب دیتے اور اس کی کوشش کرتے کہ قادیانیت سے اُن کی واقفیت بہت گہری ہو، تاکہ وہ خود اعتمادی اور کامیابی کے ساتھ یہ اہم فریضہ انجام دے سکیں اور عین وقت پر لاجواب اور شرمندہ نہ ہوں جس کا عام مسلمانوں پر بہت بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔

مریدین و اہل تعلق میں جو اہل علم حضرات تھے اُن کو بھی اس بات پر آمادہ کرتے رہتے، کہ وہ قادیانیت کے رد میں رسائل اور کتابیں لکھیں، غرض اس سلسلہ کی جو بھی کوشش اُن کے لئے ممکن تھی اس میں انہوں نے کوئی کسر باقی نہ چھوڑی اور ان ساری صلاحیتوں و قوتوں اور ذرائع ووسائل کو پوری طرح استعمال کیا جو ان کی دسترس میں تھے۔

(جاری ہے)

عشقِ خدا و رسولؐ

اور

مرزا غلام احمد قادیانی

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اخلاق و روحانیت کے لئے کتنا جانگسل اور روح فرسا ہے یہ حادثہ! کہ نہ صرف رائی کا پربت اور پر کا کوا بنا کر پیش کیا جائے۔ بلکہ نرے جھوٹ کو بالکل سچ بنا دیا جائے شرافت و صداقت کی کتنی مظلومی اور مجبوری ہے۔ کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا اپنے آپ کو اُجالا ظاہر کرے۔ اور کفر و باطل۔ حق و اسلام کا نعرہ لگا کر میدان میں آدھمکے۔ بدی نیکی کہلا کر نیکی کا منہ چڑائے۔ اور شر، خیر کا روپ دھار کر خیر کے مقابلہ میں نکل آئے۔

جب زہر ہلاہل اور سمِ قاتل پر آبِ حیات اور تریاق کا لیبل لگا کر نہ صرف دنیا کو زہر دیا جائے۔ بلکہ آب و تریاق کو چیلنج کیا جائے۔ تو دنیا اور اہلِ دنیا کی بدنصیبی اور حق و صداقت کی کوئی حد و انتہا باقی رہ جاتی ہے؟

مثلاً۔ گرگنگ اور گوبلز اگر جھوٹ کو اس شدت و تکرار کے ساتھ دنیا میں نشر کریں۔ کہ دنیا جھوٹ کو سچ سمجھنے پر مجبور ہو جائے۔ اور چرچل۔ سٹالن اور ٹرومین اس قدر ذوق و اعتماد کے ساتھ کذب و دروغ کی اشاعت کریں۔ کہ دنیا ان کو ٹرومین (سچا آدمی) سمجھنے لگ جائے۔ تو یہ چیز اتنی تعجب خیز اور حیرت انگیز نہیں کیونکہ آج کل کی سیاست کی بنیاد ہی دجل و فریب پر قائم ہے۔ لیکن جب دنیا یہ دیکھتی ہے کہ دینی حدود میں ایک سولہ آنے دشمنِ خدا اور رسول کو عاشقِ خدا و رسول بنا کر دنیا کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی ہے۔ تو فرطِ حیرت سے انگشت بدنداں ہو کر رہ جاتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی خدا، رسولِ خدا اور دین خدا سے عداوت و بغاوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ سورج کی طرح روشن اور ظاہر حقیقت ہے۔ کوئی عقل کا اندھا شپرہ چشم ہو اس میں شک شبہ کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مرزا صاحب کی "ذاتِ اقدس" کی طرف جب چند بدقسمت اور بدنصیب، دنیا کو دعوت دیتے ہیں۔ تو مرزا صاحب کو سب سے بڑا محبِّ خدا، عاشقِ رسول اور خادم و مجدد دین بنا کر پیش کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض سادہ لوح اور بے خبر مسلمان اس دامِ تزویر و تلبیس میں پھنس کر مرتد ہو جاتے ہیں۔

لاہوری جماعت اور مولوی محمد علی

قادیانی اکابر تو اس بارے میں انسانیت و شرافت کی تمام حدود پھاند چکے ہیں اس لئے وہ مرفوع القلم اور خارج عن البحث ہیں۔ لیکن لاہوری جماعت جو عام طور پر اس سلسلہ میں سنجیدہ اور شریف سمجھی جاتی ہے۔ اس کا بھی یہ حال ہے۔ کہ اس کے مبلغ اس کا پریس۔ اس کا امیر بھی ہر وقت اور ہر موقع پر اس قسم کا دلآزار راگ الاپتے رہتے ہیں۔ اور آئے دن ایک دشمنِ خدا اور عدو رسول کو عاشقِ خدا اور محبِ رسول بنا کر پیش کرتے رہتے ہیں

جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کا تو یہ حال ہے کہ انہیں مرزا صاحب کے اسی عشق کے چرچے کا

حیفضہ ہو گیا ہے۔ اور ان کا عموماً کوئی خطبہ ایسا نہیں ہوتا۔ جس میں وہ اس قسم کی مسلم آزار روش اختیار نہ کرتے ہوں۔ چند . تازہ شواہد ملاحظہ ہوں:۔

حضرت مرزا صاحب کا عشق رسولؐ

۸ / اپریل ۱۹۸۳ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے بھی یہ نظارہ دیکھا کہ ایک شخص ہمارے سامنے اٹھا اور خدا کے لئے اسی عشق اور محبت کا جذبہ ہم نے اُس کے اندر دیکھا۔ جس کی طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ خدا جانتا ہے۔ اسی جذبہ کی ایک جھلک — ان آنکھوں سے ہم نے حضرت مرزا صاحب میں دیکھی جس کا اصل سرچشمہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کس طرح دیکھا! گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آپ کو آتے ہیں۔ اور آپ ہنس کر فرماتے ہیں کہ ہم نے انہیں ایک بوری میں ڈالنا شروع کیا تھا۔ مگر وہ بہت جلد بھر گئی۔ اس لئے اس کو بھی چھوڑ دیا۔ لیکن وہی شخص جو اپنے لئے گالیوں کی پرواہ تک نہیں کرتا۔ وہی شخص جو اپنے متعلق گالیوں کو اس فراخدلی سے سُن لیتا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی ایسا خط آ جائے یا کوئی مضمون شائع ہو۔ جس میں آپ پر حملہ ہو۔ تو اس کی غیرت جوش میں آ جاتی ہے۔ اور چین نہیں لیتے۔ جب تک اس کا جواب نہ دے لیں"

("پیغام صلح" ۲۰ / اپریل ۱۹۸۳ء)

ملاحظہ ہو کہ مرزا صاحب کے عشق الٰہی کا راگ کس زور شور سے الاپا جا رہا ہے۔ اور ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آپ کو آتے ہیں۔ اور آپ ہنس کر فرماتے ہیں کہ ہم نے انہیں ایک بوری میں ڈالنا شروع کیا تھا۔ مگر وہ بہت جلد بھر گئی۔ اس لئے اس کو بھی چھوڑ دیا۔ لیکن وہی شخص جو اپنے لئے گالیوں کی پرواہ تک نہیں کرتا۔ وہی شخص جو اپنے متعلق گالی کو اس فراخدلی سے سُن لیتا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی ایسا خط آ جائے۔ یا کوئی مضمون شائع ہو جس میں آپ کی ذات پر کوئی حملہ ہو۔ تو اس کی غیرت جوش میں آ جاتی ہے۔ اور چین نہیں لیتے۔ جب تک اس کا جواب نہ دے لیں۔ اللہ اللہ!

سہ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مولوی صاحب پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں سوچ سکتے۔ کہ آخر دنیا اس ہجر اور بیچ بیان پر کیا کہے گی۔ اس سے لاف و گزاف پر حقیقت حال سے باخبر لوگ کتنے مضحکہ اڑائیں گے۔ آخر اس صریح غلط بیانی اور فضول کذب و دروغ پر مولوی صاحب کو کچھ شرم آنی چاہیئے۔

پہلا جھوٹ

"ان گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط" میں سے کسی ایک کی بھی نشان دہی کی جا سکتی ہے؟ کیا ہمارا یہ چیلنج قبول کیا جا سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب سَبّابِ اعظم نے جن اکابر دین اور علماء و مشائخ امت کو نام بہ نام بازاری گالیاں دی ہیں۔ اُن کی طرف سے ایک گالی پیش کی جائے۔ جو مرزا صاحب کو پہلے یا اس سب و شتم کے بعد دی گئی ہو۔ کیا ہمارا یہ چیلنج منظور کرنے کی ہمت و قوت ہے۔

ع پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے

دوسرا جھوٹ

اگر مرزا صاحب" لوگوں کی گالیاں فراخدلی سے سن کر ہنس دیتے ہیں" اور پرواہ تک نہیں کرتے تو پھر یہ مغلظات

مرزا کس کا افترا ہے۔ آخر مرزا صاحب کی "پاک" تصنیفات میں یہ خرافات، یہ سوقیانہ سب و شتم۔ یہ بدزبانی و گالی گلوچ کی نجاست اور غلاظت کس نے داخل کر دی ہے؟ جو ان کی ایک ہلکی سی "جھلک" ہم نے اسی نمبر کے صفحات پر دکھلائی ہے۔

تیسرا جھوٹ

آخری جھوٹ اور انتہائی کذب و دروغ یہ ہے کہ "نبی کریمؐ کے متعلق کوئی مضمون شائع ہو۔ جس پر آپ کی ذات پر کوئی حملہ ہو۔ تو اُس کی غیرت جوش میں آجاتی ہے۔ اور چین نہیں لیتے۔ جب تک اس کا جواب نہ دے دیں"

ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اس لئے اس صریح غلط بیانی اور غلیظ فریب کاری کا پردہ خود مرزا صاحب کے ہاتھوں چاک ہوتا دیکھئے۔

سنیئے اور جگر تھام کے بیٹھئے! مرزا صاحب لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں:- "جنہوں نے اپنی بد ذاتی اور مادرزاد بدگوہری سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے۔ یہاں تک کہ کمال خباثت اور پلیدی سے اس سید المعصومین ؑ پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی۔ اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا۔ تو ایسے شریروں کو وہ جواب دیتے جو اُن کی بد اصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں۔ اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسرے گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیئے تھا۔ ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بردباریاں مسلمانوں کو ل میں بیٹھ جا۔ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریز کی خیرخواہی ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ کیونکہ ان احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کے فضل نے اس مہربان گورنمنٹ کے ہاتھ سے ہمارے نصیب کئے۔ اور نہایت بد ذاتی ہوگی۔ اگر ایک لحظہ کے لئے بھی کوئی ہم سے ان نعمتوں کو فراموش کرے۔ جو اس گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا ہے۔ اور ہوگا۔ اور ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعا گو ہیں۔

(آریہ دھرم صفحہ ۵۸-۵۹)

استغفر اللہ! العیاذ باللہ!!

ع شعور و فکر کی یہ سازی معاذ اللہ
زنگ تیرے خیال و عمل کا ہے مسجود

بدن تھرا اٹھتا ہے۔ اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انسان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ اس قدر جرأت و جسارت کا مظاہرہ ہے۔ اور کس قدر بے باکانہ و گستاخانہ بیان ہے۔ چند روزہ مردود و ملعون فرنگی حکومت کی جھوٹی خوشامد اور چاپلوسی کے مقابلہ میں سرورِ کائنات، سید الاولین و الآخرین کی انتہائی توہین۔ گوارا کر لیتے ہیں۔ اور "محسن گورنمنٹ کے پاس اور لحاظ میں مست و مدہوش ہو کر سید المعصومینؐ پر زنا تک کے شرمناک نام و اتہام کا زہر شیر مادر کی طرح پی جاتے ہیں۔ بلکہ اس عیسائی گورنمنٹ کے کاموں پر، جس کے عہد میں جس کی شہ پر اس کے ہم قوم عیسائی پادریوں نے اس قبیل کے دلدوز و جگر سوز اقدام کئے۔ "نیک ذات" مرزا صاحب جان و دل فدا کرتے نظر آتے ہیں۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس گورنمنٹ کی نعمتوں کو فراموش نہ کرتے ہوئے۔ ہر وقت غائبانہ اس کے لئے دعا گو رہتے ہیں"۔ کیونکہ اگر یہ ملعون فرنگی حکومت نہ رہی اور پاکستان بن گیا۔ تو پھر مسلمانوں کو یہ "نعمتیں" کہاں نصیب ہوں گی۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر پر پادریوں اور آریوں کو بد ترین حملہ کی جرأت کیسے ہو سکے گی۔

حضرت "مجدد وقت" کے اس "عظیم الشان کارنامے" پر ہم سوائے اس کے اور کیا عرض کر سکتے ہیں۔

ع رخ صبیح کلیسا پہ دل نثار کرنا جبین ملت بیضا کو داغدار کرنا
دو است دانش افرنگ کا پرستاری مگر زاحمد مرسل حیا نے داری

مرزا صاحب کے اس غیرت کش اور اخلاق سوز بیان سے جہاں مولوی محمد علی کا مندرجہ بالا صداقت اور حق گوئی کا بھانڈا برلب روڈ کے چوراہے پر بُری طرح پھوٹ کر چور چور ہو جاتا ہے وہاں اس سے مرزا صاحب کے عشق خدا اور عشق رسول کی حقیقت

بھی عریاں ہو کر سامنے ہو جاتی ہے۔ اور آپ کی زندگی بھر کے اس کیریکٹر سے عشقِ الٰہی کا وہ "جذبہ" اور عشقِ رسولؐ کی وہ "جھلک" روز روشن کی طرح واضح ہو کر دنیا کے سامنے آ جاتی ہے۔ جس کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجایا جاتا ہے۔ اور شب و روز جس کا پریس اور پلیٹ فارم سے گیت گایا جاتا ہے۔

تعصی الرسول وانت تزعم حبّہٗ
ھذا لعمری فی الزمان بدیع
لوکان حبک صادقا لاطعتہٗ
ان المحب لمن یحب مطیع!

حضرت مسیح موعود کا عشقِ قرآن

دو ہفتے بعد ۱۲ اپریل کا جمعہ پڑھتے ہوئے۔ ارشاد فرمایا "تو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق کہ ان غلطیوں کی اصلاح کے لئے ہر وقتاً فوقتاً امت میں پیدا ہوتی رہیں گی۔ ایک مصلح یا مجدد کہ اللہ تعالیٰ بھیجتا رہے گا۔ چنانچہ پہلے بھی لوگ ایسے آتے رہے اور اس صدی کے سر پر بھی ایک مجدد آیا۔ اس کو اس قدر درد تھا۔ قرآن کے ساتھ اس قدر عشق تھا۔ کہ دن رات پڑھتے تھے۔ اس کا پہلا کام یہ تھا۔ کہ قرآن کو پڑھتا چلا گیا۔ بیچ گزرتے گئے۔ قرآن پڑھتے ہوئے آپ کے ملنے والوں کا بیان ہے کہ کئی ہزار مرتبہ قرآن آپ نے پڑھا خوب یاد رکھو پہلی بات یہ ہے۔ جو اس وقت میں نظر آتی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ اس قدر قرآن کے ساتھ عشق کیا ہے۔ کہ اس کی دوسری نظیر اس امت میں نظر نہیں آتی۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک دفعہ یہ کہا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو لوگوں نے بڑا بڑا عشق کیا۔ لیکن قرآن کے ساتھ عشق مرزا صاحب ہی نے کیا۔ قرآن کی عظمت کا وہ نقشہ آپ کے دل پر تھا۔ کہ مخالفوں کو چیلنج کرتے کہ اسلام کی صداقت کا ہر دعویٰ اور اس کی ہر دلیل اور جتنے باطل مذاہب ہیں۔ ان کے بطلان کے متعلق ہر دعویٰ اور اس کی دلیل قرآن میں موجود ہے۔ آتھم کے مباحثہ میں بھی یہی بات آپ نے پیش کی تھی"

(پیغام صلح ۴ مئی ۱۹۴۹ء)

پہلا افترا

اس مختصر سے بیان میں مولوی صاحب کا پہلا جھوٹ تو یہ افترا علی اللہ ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ کا اپنا وعدہ ہے۔ کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا" کیا اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ قرآن میں کیا یا کسی گول مول الہام میں یہ وعدہ جبرئیل علیہ السلام لایا یا "ٹیچی" کاش مولوی صاحب اپنے جاہل جماعتیوں سے چندہ بٹورنے کی غرض سے انہیں اپنے ساتھ وابستہ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام کو یوں دام تزویر و تلبیس نہ بناتے۔

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش لے
دام تزویر مکن چو دگراں قرآن را

بقیہ:- افادات

عقائد کی خرابی بدعات اور رسومات اور فضولیات سے الحمدللہ بچے ہوئے ہیں تو ایک شعبہ الحمدللہ ایسا نکلا جو کہ کم از کم عقیدہ درست اور محفوظ ہے یہ بات دوسری ہے کہ آجکل لوگوں کے عقائد میں خرابی الحاد اور انکار من اللہ بھی پیدا ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے بھی محفوظ رکھا۔

قسط اول

مولانا محمد علی مونگیری رح
اور
تردید قادیانیت

از حضرت مولانا سید محمد الحسنی ندوی

مولانا محمد علی کا ایک اہم کارنامہ جس کے ذکر کے بغیر ان کی تاریخ نامکمل رہے گی، قادیانیت کا مقابلہ اور سرکوبی ہے۔

انہوں نے اس کے لئے اپنی پوری قوت صرف کردی اور جب تک اس مہم میں کامیاب نہ ہوئے، اطمینان کی سانس نہ لی۔

انہوں نے قادیانیت کی تردید میں سو سے زائد کتابیں اور رسائل تصنیف کئے ہیں۔ جس میں سے صرف ۴۰ کتابیں اُن کے نام سے طبع ہوئیں اور بقیہ دوسرے نام سے۔

انہوں نے اس کو وقت کا اہم ترین جہاد قرار دیا، اور اس کے لیے لوگوں کو ہر قسم کی کوشش کی اور قربانی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور دل سوزی کے ساتھ اس کی اہمیت سمجھائی۔ ان کوششوں سے بہار (جس پر قادیانیوں نے اس زمانہ میں بھر پور حملہ کیا تھا اور بڑی تعداد میں مسلمان اس کا شکار ہو رہے تھے) اس خطرے سے محفوظ ہوگیا۔ اور ہندوستان کے اور دوسرے علاقوں میں جہاں کہیں مولانا کی تصنیفات پہنچیں یا مولانا کے مبلغین پہنچے قادیانیت کے قدم اکھڑ گئے، مسلمانوں پر اس نئے دین کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوگئی اور ہزاروں، لاکھوں مسلمان اس فتنہ سے محفوظ ہو گئے۔

مولانا کی دل سوزی، سیماب وشی، بے قراری، اور اس مسئلہ میں غیر معمولی ذکی الحسی کا سبب سمجھنے کے لئے اور اُن کی کوششوں اور قربانیوں کی قدر و قیمت اور اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ قادیانیت پر ایک اجمالی نظر ڈال لی جائے۔ اور یہ دیکھا جائے کہ قادیانیت سے اسلام اور عالم اسلام کو وہ کیا بڑا خطرہ درپیش تھا جس نے مولانا کو اس قدر بے چین کر رکھا تھا اور ان کی راتوں کی نیند اور دن کا آرام ختم کر دیا تھا۔

قادیانیت کے متعلق ایک بڑا مغالطہ جس میں عام مسلمانوں کے علاوہ اچھے خاصے ممتاز اور ذہین افراد بھی بعض وقت گرفتار نظر آتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ قادیانیت، پر ایک گمراہ فرقہ (فرقۂ ضالہ) کی حیثیت سے غور کرتے ہیں۔ اور پھر قدرتی طور پر اسی لحاظ سے اس کے نتائج و مضرات کا اندازہ لگاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ قادیانیت بھی مسلمانوں کا ایک گمراہ فرقہ ہے۔ جو بہ نسبت دوسرے گمراہ فرقوں کے اسلام کی صراطِ مستقیم سے ذرا زیادہ دُور ہوگیا ہے۔ لیکن یہ طرزِ فکر ہمیں قادیانیت کی صحیح تصویر تک پہنچنے میں رہنمائی نہیں کرتا، اس سے ہمیں قادیانیت کی اس خطرناکی اور ان تباہ کن عناصر کا پورا اندازہ نہیں ہوتا، جو نبوّتِ محمدی اور بالآخر پورے اسلامی نظام کو نہ صرف نقصان پہنچانا چاہتے ہیں بلکہ خاکم بدہن اس کے کھنڈر پر ایک نئی عمارت بھی تعمیر کرانا چاہتے ہیں۔

ایک متوازی نبوت اور متوازی امت

اگر نبوت محمدیؐ کے کسی جز کا انکار پورے اسلامی نظام کا انکار ہے اور بلاشبہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قادیانیت (جس نے نبوت محمدیؐ کے کسی جز سے انکار نہیں کیا بلکہ وہ اُس کے مقابل ایک نئی نبوت کی دعویدار ہے) اسلام، عالم اسلام اور سارے اسلامی نظام کو متزلزل کردینا چاہتی ہے۔ اور اس کی جگہ ایک نیا مذہب اور نیا نظام قائم کرنا چاہتی ہے۔

مولانا سید ابو الحسن ندوی نے اپنی کتاب "قادیانیت کا مطالعہ و جائزہ" میں اس پہلو پر بہت اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"قادیانیت کا تحقیقی مطالعہ کرنے سے یہ غلط فہمی اور خوش گمانی دور ہوجاتی ہے اور ایک منصف مزاج انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ قادیانیت ایک مستقل مذہب اور قادیانی ایک مستقل اُمت ہیں جو دین اسلام اور اُمتِ اسلامیہ کے بالکل متوازی چلتے ہیں۔ اور اس کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے اس بیان میں کوئی مبالغہ اور غلط بیانی نہیں کہ "حضرت مسیح موعودؑ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے ہیں۔"

آپ نے فرمایا:۔ "یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ اللہ کی ذات، رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک جزو میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

سیرۃ قادیانیت صفحہ ۲۰ و صفحہ ۱۹

مسلمانوں کی غیرت اور وفاداری کا امتحان

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم اسلام کی روح ہیں اور بلا ادنیٰ شائبہ شک کے ایسا ہی ہے تو آپ کے بعد ایک نئے نبی کے آنے کا امکان مسلمانوں کے لئے خطرے کا سب سے بڑا سگنل، مسلم معاشرہ اور عالم اسلام میں عظیم انتشار کا باعث ہے۔ اور ایسی تحریک کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و شریعت پر کلی اعتماد و اطمینان کے لئے کھلا ہوا چیلنج ہے اور اس کا نشوونما ہر غیرت مند مسلمان کے لئے سخت ذہنی تشویش اور قلبی اذیت کا موجب ہے۔

قادیانیت کی تبلیغ واشاعت

یہ زمانہ قادیانیت کے عین عروج کا تھا ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب نے کھل کر اپنے اس عزم و ارادہ کا اظہار شروع کردیا تھا۔ ان کے رسائل کا وہ مجموعہ جس کا نام "اربعین" ہے۔ منصبِ جدید کے اعلانات اور تصریحات سے بڑھا ہوا ہے۔

۱۹۰۲ء میں ایک رسالہ "تحفۃ الندوہ" لکھا، اس کے مخاطب بالخصوص ندوہ کے علماء و ارکان اور بالعموم تمام علماء تھے جو ندوہ کے اجلاس امرتسر (منعقدہ ۱۹۰۲ء) میں شریک تھے، اس میں مرزا صاحب نے بہت کھل کر اور وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات ظاہر کئے، مولانا محمد علیؒ نے اس وقت اس کی تردید کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہ کی، اور اس مسئلہ پر زیادہ توجہ نہ دے سکے، ایک طرف وہ ندوہ کی ترقی اور استحکام کی طرف متوجہ تھے، دوسری طرف ان کو اس کا پورا پورا اندازہ تھا کہ یہ تحریک دیکھتے دیکھتے ایسی خطرناک صورت اختیار کر لے گی اور پنجاب کے علاقہ کو پار کرکے ہندوستان کے مختلف حصّوں اور بالخصوص بہار پر اس شدّت سے حملہ آور ہوگی۔

قادیانی بہت منظم طریقے پر کام کر رہے تھے،

اخبارات، رسائل اور کتابوں کے علاوہ ان کے مبلغین جن کو ایک طرف قادیان میں باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی تھی اور دوسری طرف مالی امداد کے ذریعہ ان کو ایسا تابع بنا لیا جاتا تھا کہ وہ اس کے جال سے کسی حال میں بھی آزاد نہ ہوسکیں۔

بہار پر یورش

بہار میں قادیانیوں نے چار ضلعوں میں بہت کامیابی حاصل کی تھی، خاص طور پر مونگیر اور بھاگل پور کے متعلق یہ اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ یہ دونوں ضلعے قادیانی ہو جائیں گے، انہوں نے یہ ٹیکنیک اختیار کی تھی کہ کچھ لوگ کھل کر قادیانی مبلغ کی حیثیت سے سامنے آتے تھے اور کچھ لوگ جو حقیقت میں قادیانی تھے لیکن اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرتے اور ان کو ان کی تحریروں اور تقریروں کی طرف متوجہ کرتے، ایک قادیانی مبلغ سعید مختار جس کا مولانا نے اپنے ایک خط میں ذکر کیا ہے:-

"بہت سرگرمی کے ساتھ مشغول تھا اور
بہار کے علاوہ بنگال میں بھی اس نے مہم
شروع کردی تھی، ہزاری باغ (بہار) میں
بہت سے مسلمان قادیانی ہوگئے تھے۔"

قادیانی لٹریچر علانیہ تقسیم کیا جاتا اور ناواقف مسلمان علانیہ طور پر اس سے متاثر ہوتے۔

اس وقت جو رسائل و اخبارات قادیانیوں کی طرف سے شائع ہو رہے تھے، اُن کی تعدادِ اشاعت ۲۶ ہزار تھی، ہر قادیانی کے لیے یہ لازمی تھا کہ وہ اپنی آمدنی کا کچھ حصّہ مذہب کی اشاعت کیلئے دے۔ محض اسی ذریعہ سے ان کا بجٹ لاکھوں تک پہنچ گیا تھا اور اس کی وجہ سے ان کو تبلیغ و اشاعت کے کام میں (جس میں وہ مالی امداد کی ترغیب دے کر ناواقف اور ضرورت مند لوگوں کو آسانی کے ساتھ شکار کر لیتے تھے) بڑی سہولت تھی۔

مولانا محمد علیؒ اپنے ایک معتمد خاص حاجی لیاقت حسین بھاگل پوری کو ایک خط میں بڑی درد مندی کے ساتھ ان حالات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ان کی سعی اور کوشش اس قدر انتھک اور منظم ہے جس کو دیکھ کر ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے کہ الٰہی یہ کیا طوفان کفر اور سیلاب ارتداد ہے۔ اس کو روکنے کی کیا صورت ہو، ہندوستان میں کوئی جگہ نہیں جہاں ان کے لوگ تبلیغ نہ کرتے ہوں اور ہندوستان کے علاوہ، یورپ، انگلستان، جرمنی، امریکہ اور جاپان میں بڑے زوروں اور نہایت نظم سے اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کوئی بنک نہیں کوئی ریاست نہیں صرف ایک بات ہے کہ مرزا نے کہہ دیا ہے کہ ہر مرید حسب استطاعت ماہانہ مذہب کی اشاعت کے لئے کچھ دے، اور جو تین ماہ تک کچھ نہ دے گا وہ بیعت سے خارج ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بیت المال میں لاکھوں روپیہ جمع ہوگیا اور ان کا ہر مرید اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ دیتا ہے۔ اور بعض تو تہائی اور چوتھائی قادیان بھیجتے رہتے ہیں۔ جس سے وہ خاطر خواہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔"
(کمالات محمدیہ صفحہ ۲۷۵)

مونگیر کے زمانۂ قیام میں مسلمانوں نے مولانا سے یہ صورت حال بیان کی اور اس پر تشویش کا اظہار کیا، مولانا خود اس بات سے فکرمند تھے۔ ان مسلمانوں کے توجہ دلانے سے ان کو اس بات کا اندازہ ہوگیا، کہ

اگر پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کا مقابلہ نہ کیا گیا تو اس سے بڑے افسوسناک نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں یہی وہ موڑ تھا جہاں مولانا اپنی ساری صلاحیتوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے، اور اپنا سارا وقت اور ساری قوت اس کے لئے وقف کر دی، اور اپنے تمام مریدین و متوسلین، رفقاء اور اہل تعلق کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی، اور صاف صاف کہا کہ جو اس معاملہ میں میرا ساتھ نہ دے گا میں اس سے ناخوش ہوں۔

(کمالات محمدیہ صفحہ ۲۶۳)

اسی درمیان میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مراقبہ میں مولانا کو یہ القا ہوا کہ یہ گمراہی تیرے سامنے پھیل رہی ہے اور تو ساکت ہے، اگر قیامت کے دن باز پرس ہو تو کیا جواب ہوگا؟

(کمالات محمدیہ صفحہ ۴۳)

ایک اہم تاریخی مناظرہ

اس جدوجہد کا آغاز ایک اہم تاریخی مناظرہ سے ہوا جس میں قادیانیوں کو ایسی شکستِ فاش ہوئی کہ انہوں نے دوبارہ اس میدان میں آنے کی جرأت نہ کی، یہ قادیانیت پر پہلی ضرب کاری تھی جس سے نہ صرف بہار کے قادیانیوں کو بلکہ پورے ہندوستان کی قادیانی تحریک کو نقصان پہنچا۔ اور اس کے بہت سے خوشگوار نتائج برآمد ہوئے۔ اس مناظرہ میں (جو ۱۹۱۱ء میں ہوا تقریباً چالیس علماء شریک تھے، دوسری طرف سے حکیم نور الدین وغیرہ آئے تھے، مناظرہ کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ادھر مناظرہ شروع ہوا ادھر مولانا سجدہ میں گر پڑے اور جب تک فتح کی خبر نہ آئی، سر نہ اٹھایا۔

اس مناظرہ کی مختصر روداد مولانا کے صاحب زادہ مولانا منت اللہ رحمانی نے قلمبند کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"مرزا صاحب کے نمائندے حکیم نور الدین صاحب، سرور شاہ صاحب اور روشن علی صاحب مرزا صاحب کی تحریر لیکر آئے کہ اُن کی شکست میری شکست ہے اور اُن کی فتح میری فتح، اس طرف سے مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ، علامہ انور شاہ کشمیری مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب سیالکوٹیؒ (تقریباً چالیس علماء بلائے گئے تھے، لوگوں کا بیان ہے۔ کہ عجیب منظر تھا، صوبہ بہار کے اضلاع کے لوگ تماشائی بن کر آئے تھے، معلوم ہوتا تھا کہ خانقاہ میں علماء کی ایک بڑی بارات ٹھہری ہوئی ہے۔ کتابیں اٹھی جا رہی ہیں، حوالے تلاش کئے جا رہے ہیں اور بحثیں چل رہی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوا کہ مولانا محمد علی کی طرف سے مناظرہ کا وکیل اور نمائندہ کون ہو؟ قرعۂ فال مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کے نام پڑا آپ نے مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کو تحریراً اپنا نمائندہ بنایا، علماء کی یہ جماعت میدانِ مناظرہ میں گئی، وقت مقرر تھا، اس طرف آپ سجدہ میں گئے اور اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک فتح کی خبر نہ آئی، بوڑھوں کا کہنا ہے کہ میدانِ مناظرہ کا منظر عجیب تھا۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کی ایک ہی تقریر کے بعد جب قادیانیوں سے جواب کا مطالبہ کیا گیا تو مرزا صاحب کے نمائندے جواب دینے کی بجائے انتہائی بدحواسی اور گھبراہٹ میں کرسیاں اپنے سروں پر لئے ہوئے یہ کہتے بھاگے کہ "ہم جواب نہیں دے سکتے"

خانقاہ رحمانی ۱۷ (مقالہ متعلق سوانح)

قادیانیت کے خلاف زبردست مہم

اس مناظرہ کے بعد مولانا نے قادیانیت کے خلاف باقاعدہ اور زبردست مہم شروع کی، اس کے لئے دورے کئے، خطوط لکھے، رسائل اور کتابیں تصنیف کیں دہلی، اور کانپور سے کتابیں طبع کرا کے مونگیر لانے اور اشاعت کرنے میں خاصا وقت صرف ہوتا تھا، اور حالات کا تقاضا یہ تھا کہ اس میں ذرا بھی سستی اور تاخیر نہ ہو۔ اس لئے مولانا نے خانقاہ میں ایک مستقل پریس قائم کیا، اس پریس سے (اور کتابوں کے علاوہ) سو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہوئیں جو سب مولانا کے قلم سے ہیں۔ اس قدر ضعف اور سلسلۂ علالت کے ساتھ جو بدستور جاری تھا اتنا وقیع اور عظیم تصنیفی کام بجائے خود ایک کرامت سے کم نہیں، اور تائید الٰہی و توفیق خداوندی کے سوا کسی اور چیز سے اس کی توجیہ نہیں ہوسکتی صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے اس کام پر مامور تھے، ہر چیز میں خدا کا فضل آن کے شامل حال تھا۔

مولانا نے اپنے ایک معتمد اور خادم خاص کو ایک خط میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے، اور بے تکلفی اور سادگی کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"میرا ضعف و ناتوانی اے عزیز تم پر اور تمہارے کل سلسلہ کے بھائیوں پر ظاہر ہے کہ میں مدت سے بیکار ہو چکا ہوں اور میرے ظاہری قویٰ نے جواب دے دیا مگر خدائی ارشاد انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون نے اپنی غیر محدود قدرت کا ایک ضعیف و ناتوان ہستی میں جلوہ گر فرماکر وہ کام لیا جس کا خیال و خطرہ بھی نہ تھا۔ اسقدر رسائل اس ضعف و ناتوانی میں لکھوا دیا اسی کا فضل ہے"

(کمالات محمدیہ خط بنام حاجی لیاقت حسین صاحب بھاگلپوری ص۲۹ و ص۳۰)

شہرت و ناموری سے اجتناب

لیکن شہرت و ناموری سے اجتناب اور اخفاء حال کا ہمیشہ سے اہتمام تھا۔ انجمن تہذیب کے قیام میں بھی مولانا دوسروں کو آگے بڑھاتے تھے۔ خود کوئی عہدہ قبول نہ کرتے تھے، ندوۃ العلما کے پورے دور نظامت میں اور اپنی دینی و ملی جد وجہد کے ہر مرحلہ میں مولانا پس پردہ ہی نظر آتے ہیں۔ اسٹیج کی سرگرمیوں، جلسوں اور تقریروں اور ترحیب و استقبال کے مظاہروں، مدح سرائیوں و قصیدہ خوانیوں سے مولانا کو اپنی زندگی کے کسی دور میں ادنیٰ مناسبت بھی نہیں رہی۔ اور باوجود اس کے ندوۃ العلماء کے قیام نشو و نما اور عروج و ارتقاء کی ساری داستان بنیادی طور پر مولانا ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ انہوں نے ہمیشہ دوسروں کو آگے بڑھایا اور قیادت کے اسٹیج پر اپنا صحیح و ممتاز مقام (جو در اصل اُن ہی کا حق تھا) حاصل کرنے کی کوشش تو درکنار کبھی خواہش بھی نہیں کی اور زبان حال سے یہ کہتے رہے کہ

ع "مسافر یہ تیرا نشیمن نہیں"

وہ اس سطح سے بہت بالا تر تھے اور ان حدود سے بہت آگے نکل چکے تھے، یہ عہدہ و منصب اور ناموری ان کے لئے اب "پیر کی بیڑی" سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھی اس موقع پر یہی رنگ غالب رہا، چنانچہ اتنے زبردست تصنیفی ذخیرے میں صرف ۸ کتابیں مولانا کے نام سے طبع ہوئی ہیں ان میں بھی بعض کتابوں پر مولانا کا نام ہے۔ اور بعض پر ان کی کنیت ابو احمد ہے، یہاں تک کہ اُن کی مشہور کتاب "فیصلۂ آسمانی" بھی ابو احمد رحمانی ہی کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

ان کتابوں کو مولانا اکثر بڑی تعداد میں مفت تقسیم کرتے اور مناسب جگہوں پر پہنچاتے، مولانا کے ہزاروں روپیہ اس مد پر خرچ ہوئے۔ لیکن انہوں نے اس کی کوئی

پرواہ نہ کی ، اس وقت ان کے سامنے صرف ایک مقصد تھا ، یہ کہ ہر قیمت پر اس تحریک کا خاتمہ ہونا چاہئے ۔ اپنے مریدین کو بھی جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی ، مولانا نے اس کام پر لگانا چاہا اور جدید اسلوب میں اس مقصد کے لئے ان کو متحد کرنے کی کوشش کی ، وہ چاہتے تھے کہ صرف انفرادی حیثیت سے نہیں بلکہ اجتماعی حیثیت سے اور منظم طریقہ سے قادیانیت پر بھرپور حملہ کیا جائے ۔

حاجی لیاقت حسین (جن کا ذکر ابھی گذر چکا ہے) مولانا نے بڑے اہتمام کے ساتھ اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے ۔ ایک خط میں اُن کو لکھتے ہیں :۔

" میں چاہتا ہوں کہ مخالفین اسلام کی بے انتہا سعی اور کوشش کا جواب دیا جائے بالخصوص مرزائی جماعت کا فتنہ فرو کرنے میں جو کچھ ہو سکے اس سے دریغ نہ کیا جائے اور نہایت انتظام کے ساتھ یہ سلسلہ میرے بعد بھی جاری رہے ۔ اس لئے رائے یہ ہے کہ ایک انجمن قائم کی جائے جس کا نظم تم لوگ اپنے ہاتھ میں لو اور اس کے لئے ہر وہ شخص جو مجھ سے ربط و تعلق رکھتا ہے وہ اس میں حسب حیثیت التزام کے ساتھ ماہانہ شرکت کرے ورنہ جو شخص میرے اس دینی اور ضروری کہنے کی طرف بھی متوجہ نہ ہوگا میں اس سے ناخوش ہوں اور وہ خود یہ سمجھ لے کہ اس کو مجھ سے کیا تعلق باقی رہا ۔ "

(کمالات محمدیہ ص۲۱۹)

مولانا کے ایک مسترشد اور مجاز مولانا عبدالرحیم صاحب کے ذریعہ مونگیر اور بھاگلپور کے دیہاتوں میں سیکڑوں ، ہزاروں اشخاص کی اصلاح ہوئی اور وہ ان کے ہاتھ پر تائب ہوئے ، دیہاتوں میں مولود کے جلسے اس اصلاح کا بڑا ذریعہ بنے اور ان سے بہت فائدہ ہوا ۔ مولانا ایک طویل اور مفصل مکتوب میں ان کو لکھتے ہیں :۔

" مولود شریف کے جلسے کراؤ ، اور اس میں اُن کے (مرزا صاحب اور ان کے ساتھیوں کے) حالات بیان کرو ۔ جس مقام کے لوگ نہایت غریب ہیں اُن سے کہو کہ تم سنو ، شیرینی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ، میں تمام محبین سے کہتا ہوں کہ وہ تمہاری مدد کریں ، تم کو ہر جگہ بھیجیں ۔ یہاں سے رسائل قادیانی کے متعلق منگاکر اُن لوگوں کو دو اور اس خط کی متعدد نقلیں کرکے جو ہمارے احباب ہیں ، ان کو بھجواؤ ۔ "

(خط بنام مولانا عبدالرحیم صاحبؒ)

مولانا کو اس سنگین خطرے کا جو مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا ، پورا احساس تھا ، اور اس کے مقابلہ کا ان کو اس قدر زائد اہتمام تھا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ :۔

" اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اُٹھے تو اپنے سرہانے رد قادیانی کی کتاب پائے ۔ "

(مقالہ متعلقہ سوانح ص۳۶)

اس بات سے مولانا کے اس اہتمام و توجہ اور خلش و بے چینی کے ساتھ اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت اس تحریک نے کتنی خطرناک اور تشویش انگیز صورت اختیار کر لی تھی اور اس بات کی ضرورت صاف محسوس ہو رہی تھی کہ اس کے سدباب کے لئے اسی دل سوزی اور قربانی سے کام لیا جائے جس سے مولانا نے کام لیا اور اپنے آرام اور صحت کی پرواہ کئے بغیر اس کے لئے ہر قسم کی جد و جہد اور قربانی میں سب سے پیش پیش رہے ۔

ایک صاحب (مولوی ظہیر احسن صاحب بہاری) جن کا خط پاکیزہ تھا ، صرف اس کام پر مامور تھے کہ

باقی صفحہ پر

بقیہ۔ خصائل نبوی۔

ابن غیلان حدثنا وکیع عن حماد بن سلمة عن ابی الزبیر عن جابر قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکة یوم الفتح وعلیہ عمامة سوداء۔

فائدہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کی مقدار مشہور روایات میں نہیں ہیں۔ طبرانی کی ایک روایت میں سات ذراع آئی ہے۔ جوزیؒ نے ابن حجرؒ سے اس حدیث کا بے اصل ہونا ثابت کیا ہے۔ علامہ جزریؒ کہتے ہیں کہ میں نے سیر کی کتابوں کو خاص طور سے تلاش کیا مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کی مقدار مجھے نہ ملی۔ البتہ امام نووی سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عمامے تھے ایک چھوٹا جو ۱ ہاتھ کا، مناوی کے قول کے موافق اور سات ہاتھ کا ملا علی قاری کے قول کے موافق ایک بڑا بارہ ہاتھ کا۔ صاحب مدخل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کی مقدار سات ہی ہاتھ بتائی ہے دوسرا نہیں بتایا۔ عمامہ کا باندھنا سنت مستمرہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔ (فتح الباری) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ عمامہ باندھنا سنت ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنت ہے (عینی) ایک حدیث میں آیا ہے عمامہ باندھا کرو عمامہ اسلام کا نشان ہے اور مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والا ہے۔ (عینی) اس باب میں مصنف نے پانچ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں جب شہر میں داخل ہوئے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

فائدہ۔ یہ حدیث بظاہر گزشتہ باب کی روایات کے خلاف ہے جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود پہنے ہوئے مکہ میں تشریف لے جانا وارد ہوا ہے لیکن حقیقتہً کوئی اختلاف نہیں ہے اس لیے کہ خود پر عمامہ ہونے میں کوئی بعد نہیں دونوں روایتیں بسہولت جمع ہو سکتی ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ داخلہ کے وقت تو خود سر مبارک پر تھی اس کے بعد ہی متصل ہی عمامہ باندھ لیا تھا چونکہ وہی وقت تقریباً تھا اس لیے اس روایت میں داخلہ کا وقت کہا گیا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ لوہے کی ٹوپی کی اذیت کی وجہ سے اس کے نیچے عمامہ باندھ رکھا ہوگا۔

۲۔ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفیان عن مساور الوراق عن جعفر بن عمرو بن حریث عن ابیہ قال رأیت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامة سوداء۔

۲۔ عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

فائدہ:۔ مسلم شریف اور نسائی شریف میں ہے کہ عمرو بن حریث کہتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے سیاہ عمامہ آپ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔

۳۔ حدثنا محمود بن غیلان ویوسف بن عیسیٰ قالا حدثنا وکیع عن مساور الوراق عن جعفر ابن عمرو بن حریث عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب الناس وعلیہ عمامة سوداء۔

۳۔ عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ پڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

فائدہ۔ مشہور قول کے موافق یہ خطبہ فتح مکہ کا خطبہ ہے جو کعبہ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس کا ذکر پہلی حدیثوں میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے گزر چکا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے اس وجہ سے کہ اس قصہ میں بعض جگہ منبر کا لفظ آیا ہے اور فتح مکہ کا وہ خطبہ منبر پر نہیں تھا۔ اس لیے مدینہ منورہ کا کوئی اور خطبہ جمعہ کا مراد لیا ہے کہ بعض حدیثوں میں اس قصہ میں جمعہ کا لفظ بھی موجود ہے ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں میرک شاہ سے نقل کیا ہے کہ یہ خطبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال کا ہے ...

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

آپ کی یاد سے روح مسرور ہے نغمۂ شوق میں نور ہے آپ کا
فرش کیا عرش پر بھی ہے شام و سحر آپ کا تذکرہ اے حبیبِ خدا

آپ ہی سے ملیں درد کی لذتیں، آپ ہی سے ملیں سوز کی نعمتیں
تابشِ اشک ہے آپ ہی کا کرم جاں بیتاب ہے آپ ہی کی عطا

آپ کے نور سے جگمگایا جہاں آپ کے دم سے روشن ہیں کون و مکاں
آپ کا حسن ہے گلستاں گلستاں، آپ ہی عشق کی ابتدا و انتہا

یوں فضائے جہاں تیرہ و تار تھی جس طرف دیکھیے تھی گھنی تیرگی
بحرِ ظلمات میں غرق تھی زندگی آپ کی رحمتوں سے اجالا ہوا

ہے شب و روز حافظ رہینِ الم ہر نفس بن گیا ایک تفسیرِ غم
اس پہ بھی ہو شہا اک نگاہِ کرم، وہ بھی ہے تیرے دربار ہی کا گدا

حافظ لدھیانوی